عہد صدیقی میں تدوینِ قرآن کے محرکات وعوامل

Motives for the Compilation of the Quran in Abu Bakr Caliphate Period

Hafiz Muhammad Abdul Qayyum, Assistant Professor
Sheikh Zayed Islamic Center, University of the Punjab, Lahore

Abstract

After the death of Prophet Muhammad (SAW), Abu Bakr took the oath of first Caliph of Muslim Ummah. In the earlier days of his Caliphate, he had to face social, political and religious problems in his state. Riddah wars and the refusal from Islamic obligation like Zakat by the Arab tribes had an attempt to denounce the image of flourishing Islam. Many Muslims like senior companions of the prophet Muhammad (SAW) were murdered these wars. These were the causes to compile the Quran in Abu Bakr era of Caliphate.

Keywords: Compilation of the Quran; Abu Bakr Caliphate Period; Quranic Sciences

عہدِ صدیقی میں فتنۂ ارتداد کا عمومی جائزہ:

عہدِ نبوی کے آخری ایام میں جزیرۂ عرب کے مختلف علاقوں میں ارتداد کا فتنہ نمودار ہو چکا تھا جس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو دے دی گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس ارتداد کو فرو کرنے کا باقاعدہ اہتمام فرماتے ہوئے مختلف صحابہ کرام کو ان سے آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کے لیے روانہ بھی فرمایا۔

عہدِ نبوی میں تین قبائل نے ارتداد کی راہ اختیار کی۔ دیار بکری لکھتے ہیں:

"قد ارتد فی حیاۃ النبی ﷺ ثلاث فرق"(۱)

وہ تین گروہ حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ بنو مَذْحِج، جس کا رئیس اسود عنسی تھا اور اس کا نام عَبْہَلَۃُ بن کعب عنسی تھا۔ اس قبیلہ کا تعلق یمن سے تھا۔

۲۔ بنو حنیفہ، جس کے سردار کا نام ہارون بن حبیب تھا، جو مسیلمہ کے لقب سے مشہور ہے۔(۳)

۳۔ بنو اسد، جس کا سردار طلیحہ بن خویلد تھا۔(۴)

نبی کریم ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو جہاں ایک طرف

اسلامی سرحدوں پر مجاہدینِ اسلام غیر مسلم اقوام سے برسرِ پیکار تھے، تو دوسری طرف فتنہِ ارتداد مزید پھیل گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہود و نصاریٰ سر اٹھانے لگے اور منافقت عام ہوگئی، اگر اتنے مصائب مضبوط و بلند پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے:

''تقول: لما توفی رسول الله ﷺ ارتدت العرب واشرأبّت الیهودیة والنصرانیة وعمّ النفاق وصار المسلمون کالغنم المطیرة فی اللیلة الشاتیة لفقد نبیهم حتی جمعهم الله علیٰ أبی بکر فلقد نزل بأبی ما لو نزل بالجبال الراسیات لهاضها'' (۵)

حضرت عمرؓ وفاتِ نبوی کے بعد کے حالات کی تصویر اس طرح پیش کرتے ہیں:

''وقد أصفقت العرب علی الارتداد فهم بین مرتد ومانع صدقة فهو مثل المرتد وبین واقف ینظر ما تصنع أنت وعدوک قد قدّم رجلاً وأخّر رجلاً''

بقول ابن خلدون اور مؤرخ ابن اثیر قبیلہ قریش اور بنو ثقیف کے علاوہ ہر طرف ارتداد پھیل گیا:

''وقد جاء الخبر بارتداد العرب عامة وخاصة، الاّ قریشاً وثقیفاً. '' (٦)

مکہ مکرمہ اور بنو ثقیف کے لوگ بھی ارتداد کی طرف مائل ہوئے مگر اہلِ مکہ کو حضرت سہیلؓ بن عمرو نے ارتداد سے بچایا۔ انہوں نے خانہ کعبہ کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر تقریر کی اور ان کو ارتداد سے روکا:

''فلما جاء خبر وفاة النبی ﷺ الیٰ أهل مکة ارتجت مکة وکاد أهلها یرتدون فقام سهیل بن عمروؓ علی باب الکعبة وصاح بهم فاجتمعوا الیه فحمد الله واثنی علیه ثم ذکر وفاة النبی ﷺ وقال: ایها الناس من کان یعبد محمداً قد مات، ومن کان یعبد الله فان الله حي لا یموت ألم تعلموا ان الله قال انک میت وانهم میتون ، وقال : وما محمد الاّ رسول قد خلت من قبله الرسل .....وقال : أیضاً یا أهل مکة لا تکونوا آخر من أسلم وأول من ارتد والله لیتمن الله هذاالأمر....وثبت الله بها أهل مکة. '' (۷)

اسی طرح بنو ثقیف حضرت عثمانؓ ابن ابی عاص کی وجہ سے محفوظ رہے:

''وأما ثقیف فثبتهم الله بعثمان ابن أبی العاص الثقفی فانه قام فیهم بمثل ما قام به سهیل بن عمرو فی مکة فثبتوا '' (۸)

علامہ یافعی نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد کی تصویر کچھ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد صرف تین مساجد (حرمین کی مساجد اور بحرین کی ایک مسجد) کے علاوہ باقی تمام مساجد میں خطبہِ جمعہ تک بند ہوگیا:

''وکانت العرب قد ارتدت ومنعت الزکوٰة، حتی لم یبق خطبة یخطب بها سوی فی ثلاث مساجد: مسجدیَ الحرمین ومسجد ثالث فی البحرین'' (۹)

مزید جن افراد نے نبوت کا دعویٰ کیا ان میں سجاح بنت حارث، مالک بن نویرہ، سلمیٰ بنت مالک وغیرہ شامل ہیں اور جو قبائل فتنہِ ارتداد سے متاثر ہوئے ان میں بنوغطفان، بنوہوازن، بنوسُلَیم، بنوطے، بنواسد، بنومذحج، بنوعامر بنوتمیم وغیرہ شامل ہیں، اسی طرح جن علاقوں میں یہ فتنہ پھیلا ان میں یمامہ، عمان، مَہرہ، بحرین، حضرموت، کِندہ وغیرہ کے علاقے شامل ہیں۔(۱۰)

ارتداد کے حالات وواقعات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتدین میں تین قسم کے لوگ تھے:

ا۔ مدعیانِ نبوت اور وہ لوگ جو اُن کے معتقد ہوکر دائرہِ اسلام سے خارج ہوگئے۔

ب۔ بعض قبائل نے نماز وزکوۃ دونوں کا انکار کردیا۔

ج۔ بعض قبائل نے صرف زکوۃ کا انکار کیا کیونکہ وہ اس کو خراج سمجھ کر اپنی آزادی کے خلاف سمجھتے تھے۔

اسی طرح یعقوب بن محمد زہری کا کہنا ہے کہ مرتدین کا اس بات پر مُصر تھے کہ اگر نبی کریم ﷺ حقیقی نبی تھے تو پھر ان کو فوت نہیں آسکتی تھی اور بعض مرتدین نے یہ موقف اختیار کیا کہ نبی کریم ﷺ کے اس دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد نبوت ختم ہوگئی، اب ہم نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کی اطاعت نہیں کریں گے:

"ذکر یعقوب بن محمد الزهری ان العرب افترقت فی رِدّتها ، فقالت فرقة: لو کان نبیاً ما مات وقال بعضهم: انقضت النبوة بموته فلا نطیع أحداً بعده" (۱۱)

عرب کے حالات کے بارے میں کتبِ تاریخ میں یہ قول بھی نقل کیا جاتا ہے کہ بعض مرتدین یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ہم اللہ اور نبی کریم ﷺ پر تو ایمان لاتے ہیں مگر ہم اپنے اموال میں سے کچھ بھی نہیں دیں گے، مگر حضرت ابوبکر صدیق نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور ان سے قتال کا فیصلہ کیا اور اس معاملہ میں صحابہ کرام سے بحث ومباحثہ بھی کیا:

"وقال بعضهم نؤمن بالله ونشهد أن محمداً رسول الله و نصلی ولکن لا نعطیکم أموالنا، فأبی أبوبکر الا قتالهم." "وجادل أبوبکر أصحابه فی جهادهم" (۱۲)

کتبِ تاریخ کی روشنی میں فتنہِ ارتداد کے اسباب ومحرکات کا جائزہ لیا جائے تو اس کی مندرجہ ذیل وجوہات سامنے آتی ہیں:

ا۔ اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت

ب۔ مرکز گریزی

ج۔ قبائلی تعصب

د۔بخل و کنجوسی

ھ۔سلطنتِ روم و ایران کی سازشیں

ان مرتدین کی سرکشی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ ان لوگوں نے علاقہ صنعاء اور حضر موت سے طائف کے جنگلوں تک اور عدن کی طرف سے بحرین تک قبضہ کر لیا، حتیٰ کہ قبیلہ خزارہ وغطفان اور قبیلہ عبس وذبیان کے لوگ دار الحکومت مدینہ منورہ کو غیر محفوظ پا کر اس پر حملہ کے لیے چڑھ دوڑے۔

اس ساری صورتِ حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ نوزائیدہ اسلامی ریاست کو ان خطروں سے باہر نکال لانے کا عزم مصمم کیا۔

اگرچہ اکابر صحابہ کرام نے مسلمانوں کی قلیل تعداد کے پیش نظر حضرت ابوبکرؓ کے سامنے فتنہ ارتداد کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانے سے گریز کا مشورہ دیا، مگر حضرت ابوبکرؓ نے اس عذر کو درخور اعتناء نہیں سمجھا:

"فدخل المهاجرون والأنصار على أبي بكر، وقالوا: فانا اليوم قليل في كثير، ولا طاقة لنا بقتال العرب" (۱۳)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مرتدین پر عام فوج کشی کرنی چاہی تو سپہ سالارانِ اسلام کو اس طرح مقرر فرمایا:

۱۔ حضرت خالدؓ بن ولید کو طُلیحہ اسدی اور اس کے بعد مالک بن نویرہ بطاحی کی سرکوبی پر۔

۲۔ حضرت عِکرمہؓ بن ابی جہل کو مُسیلمہ کی سرکوبی پر۔

۳۔ حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ کو حضرت عِکرمہ کی امداد اور اس کے بعد قضاعہ اور قضاعہ سے کندہ اور حضر موت کے مرتدوں پر۔

۴۔ حضرت خالدؓ بن سعید کو دیارِ شام کے مرتدوں کی طرف۔

۵۔ حضرت عَمروؓ بن عاص کو مرتدینِ قضاعہ کی طرف۔

۶۔ حضرت حذیفہؓ بن مِحصن کو مرتدین دُباء کی طرف۔

۷۔ حضرت عَرفجہؓ بن ہرثمہ کو مرتدینِ مَہرہ کی مہم پر۔

۸۔ حضرت طُرَیفہؓ بن حاجز کو بنو سلیم اور ہوازن کی مہم پر۔

۹۔ حضرت سویدؓ بن مقرن کو تہامہ یمن کے مرتدوں کی سرکوبی پر۔

۱۰۔ حضرت علاء حضرمیؓ کو بحرین کے مرتدوں کی طرف۔

۱۱۔ حضرت مہاجرؓ بن امیہ کو مرتدینِ یمن یعنی اسود عنسی کے پیروکاروں کی سرکوبی پر مامور فرمایا۔

ابن خلدون لکھتے ہیں کہ مرتدین سے قتال کے لیے گیارہ لشکروں کو گیارہ جھنڈے دیے گئے:

''عقد فیھا أحد عشر لواءً علیٰ أحد عشر جنداً لقتال أھل الرِدّۃ''(۱۴)

اس جامع منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مجاہدینِ اسلام کی ایک کثیر تعداد کی بھی ضرورت تھی۔ چنانچہ مسیلمہ بن حبیب کے تعاقب میں جو مجاہدین کا لشکر روانہ کیا گیا اس میں ایک خاص دستہ ان کبار صحابہ کرامؓ کا بھی تھا جو غزوہِ بدر اور غزوہِ احد میں بھی حصہ لے چکے تھے، ایسا کرنا اگرچہ حضرت ابوبکرؓ کی اس پالیسی کے خلاف تھا جو انہوں نے کبار صحابہ کرام اور اہلِ بدر کے متعلق وضع کر رکھی تھی کہ ان حضرات کو جنگوں میں بھیجنے سے اجتناب کیا جائے گا تاکہ امتِ مسلمہ کا یہ عظیم سرمایہ مسلمانوں کے درمیان تادیر باقی رہ سکے۔ مگر اس نازک صورتِ حال کے پیشِ نظر حضرت ابوبکرؓ نے اپنی پالیسی تبدیل کرتے ہوئے ان حضرات کو مسیلمہ بن حبیب کی بغاوت کچلنے کے لیے روانہ فرمایا۔

فتنہِ ارتداد کی تمام مہمات میں سے سب سے اہم اور بڑی مہم بھی یہی تھی، کیونکہ یمامہ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں مُسیلمہ کی دعوت اور اس کے عزائم کو خوب فروغ مل رہا تھا، اور مسیلمہ آسانی سے زیر ہونے والا نہیں تھا۔ انہی نامساعد حالات کے پیشِ نظر حضرت ابوبکرؓ کی بصیرت، معاملہ فہمی، اولوالعزمی اور انتظامی صلاحیت کی داد دیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ اسی لیے ابوبکر بن عیاش لکھتے ہیں کہ ان گھمبیر مسائل سے بطریق احسن عہدہ براہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ کے صحیح جانشین نظر آتے ہیں:

''قال أبوبکر بن العیاش: سمعت أبا حصین یقول: ما ولد بعد النبیین مولود أفضل من أبی بکر لقد قام مقام نبی من الأنبیاء فی قتال أھل الرّدّۃ'' (۱۵)

فتنہِ ارتداد اور کبار صحابہ کرامؓ کی شرکت وشہادت:

لشکرِ حضرت اُسامہؓ کی روانگی اور اس کے ساتھ ساتھ درجہ بالا گیارہ مہمات کو اگر پیشِ نظر رکھا جائے تو اسلام کی نوزائیدہ ریاست کہ جس کو وفاتِ نبوی کے بعد قائم ہوئے ابھی ایک سال کا عرصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اتنے زیادہ جنگ کے محاذ کھولنے پڑے۔ ان حالات میں مختلف جنگی محاذوں کے لیے کتنی کثیر افرادی قوت کی ضرورت ہوگی، اس بات کا اندازہ حضرت ابوبکرؓ کی اس پالیسی سے لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے کبار صحابہ کرام کے بارے میں اپنا رکھی تھی اور جس میں بعد میں ترمیم کرنا پڑی۔ اس ساری صورتِ حال کو اگر مدِ نظر رکھا جائے تو حضرت عمرؓ کے اس قول میں کیا شک کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے کہ ''وانی أخشَی أن یستحر القتل بالقُرّاء فی المواطن، فیذھب کثیر من القرآن ''(اور مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سے مقامات میں قاریوں کا قتل ہوتا رہا، تو بہت سا قرآن جاتا رہے گا)۔

تاریخِ اسلام میں معرکہِ یمامہ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ یمامہ کا مقام مکہ مکرمہ سے علامہ ابن خلدون کے بقول آٹھ سو ستتر (۸۷۷) کلومیٹر ہے۔ اس طرح مدینہ منورہ سے اس کا فاصلہ ساڑھے تیرہ سو کلومیٹر سے زائد بنتا ہے:

''وطول اليمامة عشرون مرحلة وهى على أربعة أيام من مكة'' (۱۶)

غزوہِ تبوک کے بعد یہ پہلا معرکہ تھا جس میں مجاہدینِ اسلام کی ایک کثیر تعداد نے حصہ لیا، اور اس جنگ میں جامِ شہادت نوش کرنے والے مجاہدینِ اسلام کی تعداد گزشتہ تمام غزوات و سرایا کی نسبت سب سے زیادہ تھی۔ اس لحاظ سے مسلمانوں کے حق میں معرکہِ یمامہ ایک سانحہِ عظیم واقع ہوا۔

اس معرکہ میں ابتداً مسلمانوں کی تعداد چار ہزار تھی، اور چار سے پانچ سو کی تعداد میں انصاری یعنی کبار صحابہ کرام تھے۔ رافع بن خدیج کے حوالے سے سلیمان بن موسی بن سالم حمیری اندلسی (م۔۶۳۴ھ) لکھتے ہیں:

''عن رافع بن خديج قال: خرجنا من المدينة ونحن أربعة آلاف وأصحابنا من الأنصار ما بين خمس مائة الىٰ أربع مائة وعلى الأنصار ثابت بن قيس ويحمل رأيتنا'' (۱۷)

پھر راستے میں قبیلہ طے سے ایک ہزار افراد شاملِ لشکر ہوگئے:

''وسار خالد بن الوليد ومعه عدى بن حاتم وقد انضم اليه من طئ ألف رجل'' (۱۸)

لشکرِ حضرت اُسامہ شام کی مہم سے جب واپس آتا ہے تو حضرت ابوبکرؓ چار سو افراد پر مشتمل ایک اور دستہ حضرت اسامہؓ بن زید کی قیادت میں حضرت خالدؓ بن ولید کی نصرت کے لیے بھیج دیتے ہیں:

''وكان أبو بكر الصديق لما انصرف اليه أسامة بن زيد من بعثه الى الشام بعثه فى أربع مائة مدد الخالد بن الوليد فأدرک خالداً قبل أن يدخل اليمامة'' (۱۹)

اس طرح ابن کثیر کے بقول مسلمانوں کے لشکر کی کل تعداد تیرہ ہزار تھی جبکہ مسیلمہ اور دیگر مرتدین کی تعداد ایک لاکھ تھی:

''وذلک أن مسيلمة التف معه من المرتدين قريب من مائة ألف، فجهز الصديق لقتاله خالد بن الوليد قريب من ثلاثة عشر ألفاً'' (۲۰)

اس معرکہ میں کبار صحابہ کرامؓ کی موجودگی اس بات سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جب حضرت خالدؓ بن ولید کو یمامہ کی طرف روانہ کرنے لگے تو فرمایا کہ میں نے تم کو بدری (وہ صحابہ کرام جو غزوہِ بدر میں حصہ لے چکے ہیں یعنی کبار صحابہ کرام) مہاجر اور انصار صحابہ کرامؓ پر امیر بنایا ہے، ان سے مشورہ کرنا اور ان سے اختلاف مت کرنا:

''فقال يا خالد: عليک بتقوى الله وايثاره على من سواه والجهاد فى سبيله فقد وليتک

علی من تری من أهل بدر من المهاجرین والأنصار"(۲۱)

دوسری روایت میں ہے:

"یا خالد:علیک بتقوی الله والرفق بمن معک من رعیّتک فان معک أصحاب رسول الله أهل السابقة من المهاجرین والأنصار فشاورهم فیما نزل بک ثم لا تخالفهم" (۲۲)

اسی طرح روایات سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ مہاجرین اور انصار جو کبار صحابہ کرام میں سے تھے ان کی اتنی تعداد تھی کہ ان کا اپنا الگ الگ جھنڈا تھا۔ مہاجر صحابہ کرامؓ کا جھنڈا حضرت ابوحذیفہؓ اور حضرت زیدؓ کے پاس تھا، جبکہ انصار صحابہ کرام کا جھنڈا حضرت ثابتؓ بن قیس اور حضرت براءؓ بن عازب نے اٹھایا ہوا تھا۔ ابن خلدون لکھتے ہیں:

"وعلٰی المهاجرین أبوحذیفة وزید وعلٰی الأنصار ثابت بن قیس والبراء بن عازب"(۲۳)

مسلمانوں کے لشکر میں کبار صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ ایک کثیر تعداد اَعراب یعنی عرب دیہاتیوں کی تھی، جن کی وجہ سے کبار صحابہ کرامؓ کو لڑنے میں مشکلات پیش آ رہی تھیں، اس لیے دورانِ جنگ ان صحابہ کرام نے حضرت خالدؓ بن ولید سے کہا کہ ان عرب بدوؤں سے ہمیں الگ کیجیے تا کہ ہم بہادری کے جوہر صحیح طریقے سے دکھا سکیں۔ اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کو بعد میں جو فتح ہوئی وہ اِن کبار صحابہ کی کاوشوں کی وجہ سے ہوئی:

"فانکشف الجیش الاسلامی لکثرة من فیه من الأعراب، فنادی القراء من کبار الصحابة،یا خالد!خلصنا، یقولون میزنا من هؤلاء الأعراب، فتمیزوا منهم وانفردوا فکانوا قریباً من ثلاثة آلاف،ثم صدقوا الحملة وقاتلوا قتالاً شدیداً، وجعلوا یتنادون:یا أصحاب سورة البقرة،فلم یزل ذلک دأبهم،حتی فتح الله علیهم." (۲۴)

جنگِ یمامہ کے نتائج:

جنگِ یمامہ کے بعد جب لشکر مدینہ منورہ لوٹا تو مدینہ منورہ میں کوئی ایسا گھر نہیں تھا جس سے آہ و بکا کی آواز نہ آ رہی ہو، حتیٰ کہ خود حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے:

"ولما قدم خالد المدینة لم یبق بها دار الاّ وفیها باک لکثرة من قتل معه من الناس،فبکی أبو بکر لما رأی ذلک ،وقال:ما أبعد ما رأی من الظفر،والله لثابت بن قیس بن شماس أعز علی الأنصار من أسماعها وأبصارها" (۲۵)

اگرچہ اس معرکہ میں شریک ہونے والے تمام مجاہدین شہید نہیں ہوئے مگر کم و بیش تمام کے تمام زخمی ضرور ہوئے:

"وان المسلمین لجرحی کلهم "(۲۶)

محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ اگر چہ حضرت خالدؓ بن ولید نے بھی کثیر تعداد میں مخالفین کو قتل کیا مگر مسلمان بھی اس معرکہ میں اتنی بڑی تعداد میں شہید ہوئے کہ ایسا محسوس ہوا کہ صحابہ کرام کا خون ارزاں ہو گیا تھا:

"عن محمود بن لبيد قال : لما قتل خالد بن الوليد من أهل اليمامة من قتل ، كانت لهم في المسلمين أيضاً مقتلة عظيمة ، حتى أبيح أكثر أصحاب رسول اللهﷺ" (۲۷)

معرکہِ یمامہ کی ہولنا کی کا ذکر ضمرہ بن سعید اس طرح کرتے ہیں:

"قال ضمرة بن سعيد المازني وذكر ردة بني حنيفة لم يلق المسلمون عدواً أشد لهم نكاية منهم لقوهم بالموت الناقع و بالسيوف قد أصلتوها قبل النبل وقبل الرماح وقد صبر المسلمون لهم فكان المعول يومئذٍ على أهل السوابق " (۲۸)

حضرت عمرؓ اس معرکہ کی ہولنا کی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ کبار صحابہ کرام کا خون اس معرکہ میں حلال ہو گیا تھا:

"وذكر عمر بن الخطاب:يوماً وقعة اليمامة ومن قتل فيها من المهاجرين والأنصار،فقال:أحلت السيوف على أهل السوابق من المهاجرين والأنصار،ولم نجد المعول يومئذٍ الا عليهم ، خافوا على الاسلام أن يكسر بابه،فيدخل منه ان ظهر مسيلمة،فمنع الله الاسلام بهم ، حتى قتل عدوه وأظهر كلمته،وقدموا يرحمهم الله،على ما يسرون به من ثواب جهادهم من كذب على الله وعلى رسوله،ورجع عن الاسلام بعد الاقرار به" (۲۹)

اس کے بعد مزید فرماتے ہیں:

"وفي رواية عنه:جعل منادى المسلمين،يعني يوم اليمامة ، ينادى:يا أهل الوجوه،لو لا ما استدرك خليفة رسول اللهﷺمن جمع القرآن لخفت أن لا يلتقى المسلمون وعدوهم في موضع الاّ استحر القتل بأهل القرآن " (۳۰)

حضرت زیدؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ کی جنگِ یمامہ میں شرکت:

حضرت زیدؓ بن ثابت بھی اس معرکہ میں شریک ہوئے اور دشمن کے تیر سے زخمی ہوئے:

"ورمي يوم اليمامة بسهم" (۳۱)

اور پھر ممتاز محدّثِ امت حضرت ابوسعید خدریؓ بھی اس معرکہ میں شریک ہوئے، جن کی خدماتِ حدیث کسی صاحبِ علم پر مخفی نہیں ہیں، اگر وہ اور حضرت زید بن ثابت اس معرکہ میں شہید ہو جاتے تو قرآن کی تدوین اور حدیث کا ذخیرہ ادھورا رہ جاتا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ اپنی شرکت اور جنگ کے حالات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں باغ میں جہاں گھمسان کا رن تھا نمازِ ظہر کے وقت داخل ہوا، اسی دوران حضرت خالدؓ بن ولید نے مؤذن کو اذان کا حکم دیا، مؤذن نے باغ کی دیوار پر ظہر کی اذان دی:

''عن أبی سعید الخدری ، قال: دخلت الحدیقة حین جاء وقت الظهر،واستحر القتال،فأمر خالد بن الولید المؤذن،فأذن علی جدار الحدیقة بالظهر'' (۳۲)

اس جنگ میں مسلمانوں کو جو اللہ تعالی نے فتح ونصرت سے سرفراز کیا تو یہ کبار صحابہ کرام کی وجہ سے ممکن ہوا، وگرنہ أعراب (دیہاتی) اور نومسلموں نے تو جنگ کا رُخ شکست کی طرف موڑ دیا تھا۔

''هزموا المسلمین ثلاث مرات،وانما یهزم بالناس الأعراب،فنادی أهل السوابق:أخلصونا،فأخلصوا'' (۳۳)

صرف معرکہِ یمامہ میں مسیلمہ بن حبیب اور اس کے اکیس ہزار ساتھی قتل ہوئے جبکہ مجاہدینِ اسلام میں سے عبد اللہ بن اسعد یافعی (م۔۷۶۸ھ) کی تحقیق کے مطابق بارہ سوشہید ہوئے:

''وقُتل منهم ومن غیرهم من المسلمین ألفاً ومائتان رجل'' (۳۴)

اور یہی تحقیق ابوزید احمد بن سہل بلخی (م۔۳۲۲ھ) کی بھی ہے:

''وقُتل من المسلمین ألفا ومائتان وجرح أكثر من بقي'' (۳۵)

جبکہ اس معرکہ میں شہداء صحابہ کرام کی تعداد کے متعلق عبداللہ بن اسعد یافعی نے دو آراء نقل کی ہیں جن میں سے ایک کے مطابق چار سو پچاس اور دوسری رائے میں سات سو ہے:

''استشهد من الصحابة نحو من أربع مائة وخمسین وقیل ست مائة'' (۳۶)

علامہ زرکشی (م۔۷۹۴ھ) کے نزدیک ایک قول کے مطابق گیارہ سو اور دوسرے قول کے مطابق چودہ سو مسلمان شہید ہوئے، جبکہ ستر افراد وہ تھے جو حاملِ قرآن تھے:

''وقتل فیها من المسلمین ألف ومائة ،وقیل:ألف وأربع مائة،منهم سبعون جمعوا القرآن من الرقاع،والأکتاف،والعسب'' (۳۷)

ابن اثیر (م۔۶۳۰ھ) کے نزدیک وہ مہاجرین وانصار صحابہ جن کا تعلق مدینہ سے تھا ان کی تعداد تین سو ساٹھ تھی اور وہ مہاجرین جن کا تعلق مدینہ سے نہیں تھا ان کی تعداد تین سو تھی جو معرکہِ یمامہ میں شہید ہوئے۔اس طرح شہداء صحابہ کرام کی کل تعداد ابن اثیر کے نزدیک چھ سو ساٹھ ٹھہری:

''وقد قتل من المهاجرین والأنصار من أهل المدینة ثلاثمائة وستون،ومن المهاجرین من

غير المدينة ثلاثمائة رجل" (۳۸)

سلیمان بن موسیٰ اندلسی زید بن طلحہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس معرکہ میں ستّر قریشی، ستّر انصاری اور باقی لوگوں میں سے پانچ سو افراد شہید ہوئے:

"وقال زيد بن طلحة: قتل يوم اليمامة من قريش سبعون ومن الأنصار سبعون ومن سائر الناس خمس مائة" (۳۹)

اسی طرح ایک اور قول یہ ہے کہ اس معرکہ میں ایک روایت کے مطابق بارہ سو اور دوسری روایت کے مطابق اٹھارہ سو تھی، جبکہ مخالف لشکر میں سے ایک قول کے مطابق بیس ہزار اور دوسرے قول کے مطابق دس ہزار مشرکین قتل ہوئے:

"فقتل من المسلمين ألف ومائتان وقيل ألف وثمان مائة ومن المشركين نحو عشرين ألفاً وقيل عشرة آلاف" (۴۰)

ابن خلدون (م ۔ ۸۰۸ھ) کے مطابق اس معرکہ میں تین سو ساٹھ مہاجرین، تین سو ساٹھ انصار اور تابعین میں سے تین سو ساٹھ یا اس سے بھی زیادہ شہید ہوئے:

"وقد قتل من الأنصار ما ينيف على الثلاث مائة والستين، ومن المهاجرين مثلها، ومن التابعين لهم مثلها أو يزيدون، وقد فشت الجراحات فيمن بقي" (۴۱)

اس معرکہ کے شہداء کی تعداد کے بارے میں ابن خلدون کی رائے مؤقر معلوم ہوتی ہے اور یہی رائے حضرت ابو بکرؓ کے اس خط سے بھی واضح ہوتی ہے جو انہوں نے حضرت خالد بن ولید کو جنگِ یمامہ کے موقع پر لکھا تھا:

"وببابك دماء ألف ومائتين من المسلمين" (۴۲)

یہی رائے علامہ یافعی اور ابو زید بلخی کی ہے، جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

قرّاء اور حفاظ کی اس معرکہ میں شرکت کا اس بات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اس معرکہ کے مختلف واقعات میں "يا أصحاب سورة البقرة"، "يا أهل القرآن" اور "حامل القرآن" جیسے الفاظ کے ساتھ مجاہدین ایک دوسرے کو میدانِ جنگ میں پکارتے رہے۔ (۴۳)

ابن کثیر لکھتے ہیں:

"وجعلت الصحابة يتواصون بينهم ويقولون: يا أصحاب سورة البقرة، بطل السحر اليوم" (۴۴)

اسی طرح حضرت ابو حذیفہؓ فرماتے ہیں:

"يا أهل القرآن: زينوا القرآن بالفعال" (۴۵)

کبار صحابہ کرام کی کثیر تعداد جو غزوہ بدر اور احد میں حصہ لے چکی تھی اور اس معرکہ میں شہادت کا رُتبہ حاصل کر چکی تھی، لازمی طور پر وہ حفاظِ قرآن اور قراءِ قرآن بھی تھے۔

حضرت خارجہؓ بن زید اپنے والد حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ چار سو قرّاء شہید ہوئے، جس کو محدث ابو قاسم طبرانی (م ۔۲۶۰ھ) اس طرح نقل کرتے ہیں:

"عن خارجة بن زيد بن ثابت عن أبيه قال: لما كان يوم اليمامة أصيب ممن يقرأ القرآن ناس كثير، فذكر نحو أربع مئة فجئت الى أبى بكر رضى الله عنه فقلت له: أن كانت وقعة أخرى يذهب القرآن" (۴۶)

اسی لیے حافظ ابن کثیر نے قراء صحابہ کرام کی تعداد پانچ سو بتائی ہے:

"قتل من القراء يومئذٍ قريب من خمس مائة رضى الله عنه" (۴۷)

خلیفہ بن خیاط (م ۔۲۴۰ھ) اور ابن کثیر (م ۔۷۷۴ھ) نے تو اپنی کتاب میں اکابر مہاجرین اور انصار کے نام اور ان کے قبائل کا ذکر کیا ہے۔ جن میں بدری صحابہ کرام کے نام بھی ہیں جو اس معرکہ میں شہید ہوئے: (۴۸)

یہ کیسے ممکن ہے کہ بدری صحابہ کرام کا شمار حفاظ وقراء میں نہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں نولڈکے (Theodore Noldeke) اور شوالے (Schwally) اور رچرڈ بیل (Richard Bell) کا یہ اعتراض کہ معرکہ یمامہ میں صرف دو قرّاء شہید ہوئے اور باقی شہادت کا رُتبہ پانے والے نو مسلم تھے ایک غیر تحقیقی بات ہے۔ (۴۹)

اور پھر بعد میں آنے والے مستشرقین نے بھی اس اعتراض کو نقل کیا ہے۔ جیسا کہ رچرڈ بیل لکھتے ہیں:

"But the reason given for the step, namely the death of a large number of 'readers' in the battle of Yamamah, has also been questioned. For in the lists of those who fell in that compaign, very few (according to Schwally, only two) are mentioned who were likely to have had much of the Quran by heart. Those killed were mostly recent converts."(50)

معرکہِ یمامہ کا آغاز اور اختتام:

معرکہِ یمامہ کے آغاز کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ یہ معرکہ ماہِ ربیع الاول بارہ ہجری میں پیش آیا، اور یہ کم وبیش پندرہ دن جاری رہا:

"وكانت وقعة اليمامة فى ربيع الأول من سنة ثنتى عشرة" (۵۱)

اور اس معرکہ کی مدت (پندرہ دن) یوں بیان کی گئی ہے:

"ولقد أقام الناس باليمامة خمس عشرة ليلة" (۵۲)

بعض روایات کے مطابق اس معرکہ کا آغاز گیارہ جبکہ کچھ کے مطابق بارہ ہجری ہے۔ابن کثیر ان دونوں روایات میں اس طرح تطبیق دیتے ہیں کہ اس کا آغاز گیارہ میں ہوا اور اس کا اختتام بارہ ہجری میں ہوا:

"والجمع بينها أن ابتداء ها فى سنة احدى عشر، والفراغ منها فى سنة ثنتي عشرة" (۵۳)

فتنہ ارتداد کا عمومی جائزہ اور اس کے اثرات:

عہدِ صدیقی میں ہونے والے فتنہ ارتداد اور مدعیانِ نبوت کی طاقت ختم کرنے کے لیے مسلمانوں کو بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔فتنہ ارتداد کے تمام معرکوں میں کتنی تعداد میں مسلمانوں کو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا، یہ تعداد شاید تاریخ کے اوراق میں محفوظ نہیں رہ سکی، البتہ ان معرکوں میں غیر مسلموں کے ہلاک ہونے والوں کی تعداد خوش قسمتی سے تاریخ میں محفوظ رہ گئی کہ ان معرکوں میں کم وبیش پچاس ہزار غیر مسلم قتل ہوئے، جس سے شہید ہونے والے مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ابن کثیر لکھتے ہیں:

"وقد قتل من الكفار فيما سقنا من المواطن التى التقى فيها المسلمون والمشركون فى هذه وأوائل التى قبلها، ما ينيف على خمسين ألفاً" (۵۴)

جنگِ یمامہ میں مسیلمہ بن حبیب اور اس کے اکیس ہزار ساتھی قتل ہوئے جبکہ مجاہدینِ اسلام میں سے عبداللہ بن اسعد یافعی (م۔۷۶۸ھ) کی تحقیق کے مطابق بارہ سو شہید ہوئے:

"وقُتل منهم ومن غيرهم من المسلمين ألفاً ومائتان رجل" (۵۵)

اس طرح فتنہ ارتداد کی اِن تمام مہمات میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد شہید ہوئی اور شہداء کی یہ تعداد گزشتہ عہد میں وقوع پذیر ہونے والے تمام غزوات وسرایا سے زیادہ تھی۔اس لیے فتنہ ارتداد کو اسلامی تاریخ کا پہلا سانحہ عظیم شمار کیا جا سکتا ہے۔

تدوینِ قرآن کے دیگر محرّکات کا جائزہ:

وفاتِ نبوی کے بعد جزیرہ عرب میں جو معاشرہ پروان چڑھ رہا تھا وہ ایک تکثیری معاشرہ (Plural Society) تھا، جس میں مختلف رنگ ونسل، عقائد ونظریات اور مختلف افکار ومذاہب کے لوگ آرہے تھے۔یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکالے جانے کا فیصلہ ابھی نہیں سنا گیا تھا۔

اسی دوران اسلامی فتوحات کا ایک عظیم سلسلہ شروع ہو رہا تھا، ان فتوحات کے نتیجہ میں بھی مختلف رنگ ونسل، فرَق ومذاہب اور افکار ونظریات کے لوگ اسلامی معاشرہ میں نفوذ پذیر ہو رہے تھے، جن کے افکار اور عقائد کے اسلامی معاشرہ پر اثرات مرتسم ہونا ایک لازمی امر تھا۔

نبی کریم ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد فتنۂ ارتداد کا دروازہ بھی کُھل گیا تھا، اور اس کے ساتھ ساتھ بعض لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعوی بھی کر دیا۔ ان مدعیانِ نبوت نے صرف دعویٰ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نزولِ وحی کے بھی دعویدار تھے۔ چنانچہ ان مدعیانِ نبوت نے مسجع ومقفی کلام ترتیب دے کر وحی کے طور پر مشہور کر دیا۔

یہ بات ایک نوزائیدہ اسلامی ریاست کے باشندگان کے حق میں، جہاں نومسلموں کی بھی ایک کثیر تعداد رہ رہی ہو اور دیگر مذاہب کے لوگ تسلسل کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہوں مضر ثابت ہوسکتی تھی مبادا کہ وہ غیر کلام الٰہی کو حقیقی وحی گرداننے لگیں اور اس طرح ان نومسلموں کا ایمان خطرے میں پڑ جانے کا خدشہ تھا۔

مرتدین کا تعارف اور ان کے معاشرہ پر اثرات:

مسئلہ ارتداد کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دربارِ نبوی سے وابستہ لوگ نبی کریم ﷺ کے آخری ایام میں ارتداد کی طرف مائل ہونے لگے:

۱۔ علقمہ بن علاثہ جبکہ علامہ ابن خلدون اس کو ’’عِلافَۃ‘‘ لکھتے ہیں۔

۲۔ الرَّجّال بن عَنفَوَہ

۳۔ منذر بن ساوی

۴۔ طلیحہ بن خویلد

۵۔ سلمٰی بنت مالک

ان جیسے لوگوں کے ارتداد کی وجہ سے اس بات کا خدشہ پیدا ہو چلا تھا کہ جزیرۂ عرب اور اس کے ملحقات میں رہنے والے نومسلم اسی طرح اسلامی تعلیمات سے متاثر ہونے والے غیر مسلم جو اسلام کی طرف مائل ہو رہے تھے، کہیں ان مرتدین سے متاثر ہو کر غیرِ اسلام کو اسلام سمجھ بیٹھیں۔ مثلاً علقمہ بن علافہ نے عہدِ نبوی میں اسلام قبول کیا مگر وفاتِ نبوی کے بعد مرتد ہو گیا:

’’وكان علقمة بن علاثة أسلم ثم ارتد فى زمن النبى ﷺ ولحق بالشام بعد فتح الطائف‘‘ (۵٦)

اسی طرح الرَّجّال بن عَنفَوَہ (جس کا نام ’’نہار‘‘ تھا، دیکھو: ’’واسمه نهار‘‘، (ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ٦،

۲۷۹)) نے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں رہ کر قرآن کریم پڑھا اور دین کی باتیں سیکھی تھیں، وفاتِ نبوی کے بعد مرتد ہوگیا، اور صرف مرتد ہی نہیں ہوا بلکہ مُسیلمہ بن حبیب کی نبوت کی تصدیق کی۔ اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے جب دربارِ نبوی سے وابستہ لوگ اسلام سے راہِ فرار اختیار کر کے غیر نبی کی نبوت کی تصدیق کرنے لگے ہوں تو اس معاشرہ میں عام افراد بالخصوص وہ نومسلم جن کو نبی کریمؐ کی صحبت بھی نصیب نہیں ہوئی تھی وہ ان جیسے افراد سے کیوں نہ متاثر ہوئے ہوں گے، اور ان کے ایمان کو کیوں نہ برباد کیا ہوگا؟ اسی طرح آنے والے وقت میں عام لوگوں کے متاثر ہونے کے احتمالات اور خدشات کا انکار نہیں کیا جاسکتا تھا:

"وکان الرَّجّال بن عَنفَوَة من أشراف بنی حنیفة شهد لمسیلمة بأن رسول الله ﷺ أشرکه معه فی الأمر، لأن الرجال کان قد هاجر وأقام مع رسول الله ﷺ، وقرأ القرآن وتفقه فی الدین، فلما ارتد مسیلمة بعثه النبی ﷺ معلماً لأهل الیمامة، ومشغباً علی مسیلمة، فکان أعظم فتنة علی بنی حنیفة منه، واتبع مسیلمة علی شأنه وشهد له وکان یؤذِّن لمسیلمة ویشهد له بالرسالة بعد النبی ﷺ" (۵۷)

الرَّجّال بن عَنفَوَہ نے مسیلمہ کی نبوت کی شہادت دی اور یہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو حکومت میں شریک کیا ہے۔ الرَّجّال بن عَنفَوَہ کے اس کہنے کا اثر لوگوں پر اس وجہ سے زیادہ ہوا کہ یہ ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس چلا گیا تھا اور اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں رہ کر قرآن پڑھا اور دین کی باتیں سیکھی تھیں۔ جب مسیلمہ مرتد ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو اہل یمامہ کی تعلیم اور مسیلمہ کو سمجھانے کے لیے بھیجا، لیکن اس نے یمامہ پہنچ کر مسیلمہ کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کی اذان دینے لگا۔ نبی کریم ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد اس کی رسالت کا اقرار بھی کر لیا۔

اسی طرح ابن کثیر لکھتے ہیں کہ الرَّجال بن عنفوہ نے اسلام قبول کیا اور سورۃ بقرہ پڑھی پھر اس کے بعد مرتد ہوگیا اور واپس اپنے علاقہ کی طرف لوٹ گیا اور پھر مسیلمہ کی نبوت کی تصدیق کی:

"وکان الرَّجّال قد أسلم وقرأ البقرة، ثم ارتد ورجع فصدق مسیلمة وشهد له بالرسالة" (۵۸)

اسی طرح منذر بن ساوی جو نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہوگیا تھا۔ (۵۹)

اہم بات یہ ہے کہ فتنۂ ارتداد کے اثرات صرف حقیقی مسلمانوں اور نومسلموں پر ہی نہیں ہو رہے تھے بلکہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی اس ارتداد سے متاثر ہو کر ان مدعیان نبوت کے معتقد ہو رہے تھے۔ مثلاً ہذیل بن عمران جو کہ نصرانی تھا اس نے سجاح بنت حارث کی اطاعت قبول کر لی، ابن خلدون لکھتے ہیں:

"وکان الهذیل نصرانیاً فترک دینه الٰی دینها" (۶۰)

اس بات کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حق کا متلاشی ہو اور اپنی طرف سے اس نے اسلام قبول کیا ہو۔

مدعیانِ نبوت اور ان کا تصورِ دین:

مدعیانِ نبوت کے افکار و نظریات کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے ہاں باقاعدہ ایک تصورِ دین تھا۔ وہ تصورِ وحی کے ساتھ ساتھ تصورِ شریعت بھی رکھتے تھے۔ چناں چہ مدعیانِ نبوت اس بات کے دعویدار تھے کہ ان پر بھی نبی کریمؐ کی طرح فرشتہ وحی لاتا ہے، جیسا کہ طلیحہ کہا کرتا تھا کہ اس پر وحی لانے والے فرشتہ کا نام ذوالنون ہے:

"فقال: أنا أشهد أن لا اله الا الله ، وأنى رسول الله ، وأنى نبى مرسل يأتينى ذو النون، كما كان جبريل يأتى محمداً ، وقد ادعى هذا فى عهد النبى، فقال النبى ﷺ :لقد ذكر ملكاً عظيماً فى السماء يقال له:ذو النون " (۶۱)

یہ مدعیانِ نبوت وحی کی آمد کا جو دعویٰ کرتے تھے تو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اپنی طرف سے کلام وضع کر کے لوگوں کے سامنے وحی کے طور پر پیش کرتے تھے۔ جیسا کہ مسیلمہ سے اس بارے میں کلام اور معجزات مشہور ہیں :

"وكان مسيلمة يسجع لهم بأسجاعٍ كثيرة، يزعم أنها قرآن يأتيه ، ويأتى بمخارق يزعم أنها معجزات" (۶۲)

مُسَیلمہ کی وحی کی اتنی شہرت تھی کہ خود حضرت ابوبکرؓ صدیق نے یمامہ سے آنے والے وفد سے اس کے سننے کی خواہش کی، اس وفد کے افراد پہلے مسیلمہ کے معتقد تھے پھر اسلام قبول کر لیا، حضرت ابوبکرؓ نے جب مسیلمہ کا کلام سنا تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو فضول اور لایعنی کلام ہے، ایسا اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسیلمہ کے کلام کے لیے شاید بطور استعجاب "قرآن" کا لفظ استعمال کیا ہے:

"ولما قدمت وفود بنى حنيفة على الصديق قال لهم : اسمعونا شيئاً من قرآن مسيلمة "

پھر اس بعد انہوں نے درج ذیل کلام سنایا:

"يا ضفدع بنت الضفدعين نقي لكم نقين،لا الماء تكدرين ولا الشارب تمنعين،رأسك فى الماء ، وذنبك فى الطين "

وفد نے مزید یہ کلام سنایا:

"والمبذرات زرعاً،والحاصدات حصداً،والذاريات قمحاً والطانحات طحناً، والخابزات خبزاً،والثاردات ثرداً،واللاقمات لقماً اهالة وسمناً، لبد فضلتم على أهل الوبر،وما سبقكم أهل المدر،رفيقكم فامنعوه،والمعتر فآووه،والناعى فواسوه" (۶۳)

ابن خلدون اس واقعہ کو ان الفاظ میں قلمبند کرتے ہیں:

"وبعث وفداً منهم الٰى أبى بكر باسلامهم فقبلهم وسألهم عن أسجاع مسيلمة فقصوها عليه،فقال:سبحان الله هذا الكلام ما خرج الا ّمن الٍّ أو برّ" (۶۴)

حضرت خالدؓ بن ولید نے مدعی نبوت طلیحہ بن خویلد کی وحی سننے کی خواہش کی تو ان کو طلیحہ بن خویلد کا کلامِ وحی کچھ یوں سنایا گیا:

"الحمام،واليمام، والصرد،والصوام،قد صمن قبلكم بأعوام ليبلغن ملكنا العراق و الشام"(۶۵)

اور پھر سجاح نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ وحی کے آنے کا بھی دعویٰ کیا:

"أجمع قومها على أنها نبية فادعت الوحى" (۶۶)

مختصر یہ کہ ان مدّعیانِ نبوت کا کلام کتبِ سِیَر و تاریخ میں مؤرخین نے محفوظ کیا ہے، ان کے علاوہ علامہ ابوبکر باقلانیؒ نے بھی اپنی کتاب اعجاز القرآن میں ان کے کلام کے کچھ حصے محفوظ کیے ہیں۔ (۶۷)

اگر یہ مرتدین یہودیت یا نصرانیت اختیار کر لیتے تو شاید اسلام کو اتنا نقصان نہ ہوتا جتنی انہوں نے اسلام کی اس نوزائیدہ مملکت کے لیے خدشات اور مشکلات پیدا کیں، اور دینِ اسلام کے مماثل ایک نیا دین بنا کر عوام الناس اور نومسلموں کے لیے مشکلات پیدا کیں۔ کیونکہ یہ مرتدین اور مدعیانِ نبوت اسلام سے کد رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات میں تحریف کرنا چاہتے تھے اور اسلام کو اپنی خواہشات کا اسیر بنانا چاہتے تھے:

"واستضاف مسيلمة الٰى ضلالته فى دين الله" (۶۸)

ان مرتدین اور مدعیانِ نبوت نے اپنی شریعت بھی بنا رکھی تھی۔ ابن اثیر لکھتے ہیں:

"<u>وكان مما شرع لهم مسيلمة</u> أن من أصاب ولداً واحداً ذكراً لا يأتى النساء حتى يموت ذلك الولد فيطلب الولد حتى يصيب ابناً ثم تمسك" (۶۹)

اور اس کی شریعت اس طرح کی تھی کہ اس میں احکامِ اسلام کو رخصت کے ساتھ بیان کر دیا گیا تھا، جو عوام الناس کے لیے اور بالخصوص ایک نومسلم کے لیے پُرکشش ہو سکتی تھیں کہ اس دین میں رخصتیں زیادہ ہیں لہٰذا اس کو اختیار کر لیا جائے۔ مثلاً مسیلمہ نے صلوٰۃ یعنی نماز میں رخصت دے دی، اور خمر یعنی شراب اور زنا کو جائز قرار دے دیا:

"ووضع الصلوٰة عن قومه وأحل الخمر والزنا ونحو ذلك" (۷۰)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ معاشرہ کے عام افراد پر اس کے کیا اثرات مرتب ہو رہے ہوں گے اور ان کی موضوع

شریعت اور موضوع کلامِ الٰہی کیسی شہرت حاصل کیے ہوئے تھے۔حقیقت یہ ہے کہ ان حالات میں حضرت ابوبکرؓ کی مساعیِ جمیلہ کو کبھی فراموش نہیں کی جاسکتا اور اگر ان حالات میں قرآن کریم مدون نہ کیا جاتا اور اسی طرح صحابہ کرام اس فتنہِ ارتداد میں جامِ شہادت نوش فرماتے رہتے تو وحی الٰہی کے غیر وحی سے اختلاط کے امکانات بڑھ جاتے ،جس کے لیے یقیناً حالات سازگار تھے۔مگر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور صحابہ کرام کی محنت و کاوشوں سے دین اپنی اصلی اور حقیقی صورت میں آنے والی نسلوں کو منتقل ہوتا رہا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ دیار بکری،حسین بن محمد،تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس،ج۲،ص۱۵۵

۲۔ دیکھو:(دیار بکری،حسین بن محمد،تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس،ج۲،ص۱۵۵؛(فی القاموس "العنس" لقب زید بن مالك بن أدد أبوقبیلة من الیمن ومخلاف بها مضاف الیه ،واسم الأسود عَبهَلَة بن کعب العنسی ،ویقال له:ذو الخمار

۳۔ (دیار بکری،حسین بن محمد،تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس،ج۲،ص۱۵۵؛(فی القاموس"حنیفة" لقب أثال بن لجیم)

۴۔ دیار بکری،حسین بن محمد،تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس،ج۲،ص۱۶۱

۵۔ (دیار بکری،حسین بن محمد،تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس،ج۲،ص۲۰۱

۶۔ ابن خلدون،کتاب العبر ودیوان المبتداء والخبر ،ج۲،ص۴۶۹

۷۔ دحلان،سید احمد ابن سید زینی،الفتوحات الاسلامیۃ ،ج۱،ص۳،مطبعہ امیریہ،۱۳۱۱ھ

۸۔ دحلان،سید احمد ابن سید زینی،الفتوحات الاسلامیۃ ،ج۱،ص۳

۹۔ یافعی،مرآۃ الجنان،ص۵۵،مکتبہ دار باز،مکہ مکرمہ،۱۹۹۷ء

۱۰۔ ابن خلدون،کتاب العبر ودیوان المبتداوالخبر ،ج۲،ص۴۷۲تا۴۸۵،دار الکتب العلمیہ ،بیروت،۲۰۰۳ء

۱۱۔ سلیمان بن موسیٰ بن سالم حمیری اندلسی (م ۔۶۳۴ھ)،الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء،ج۲،ص۹۰

۱۲۔ سلیمان بن موسیٰ اندلسی،الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء،ج۲،ص۸۹

۱۳۔ سلیمان بن موسیٰ ،الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء،ج۲،ص۹۰

۱۴۔ ابن خلدون،کتاب العبر ودیوان المبتداوالخبر ،ج۲،ص۴۷۴،بحث بعنوان: **بعث الجیوش للمرتدة**

۱۵۔ دیار بکری،حسین بن محمد،تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس،ج۲،ص۲۰۱)

۱۶۔ ابن خلدون،کتاب العبر ،ج۲،ص۳۴۸،تحت عنوان: بنوعدنان۔ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی کے بقول ایک ''مرحلۃ'' چوبیس شرعی میل کے برابر ہوتا ہے،جبکہ ایک شرعی میل دو ہزار گز اور انگریزی میل میں سترہ سو ساٹھ گز ہوتے ہیں معجم لغۃ الفقھاء،ص۴۵۱،تحت لفظ : ''المقادیر''ادارۃ القرآن ،کراچی،(س۔ن)،مزید دیکھیے:شفیع،مفتی محمد،اوزان شرعیہ،ص۳۹ تا۴۳،ادارۃ المعارف،کراچی،طبعہ

سوم،۱۳۸۲ھ

۱۷۔ سلیمان بن موسیٰ بن سالم حمیری اندلسی (م۔۶۳۴ھ)، الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء، تحقیق: محمد عبدالقادر عطا، ج ۲، ص ۱۲۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۰ء) (دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ج ۲، ص ۲۱۴

۱۸۔ دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ج ۲، ص ۲۰۵

۱۹۔ سلیمان بن موسیٰ بن سالم حمیری اندلسی (م۔۶۳۴ھ)، الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء، ج ۲، ص ۱۲۷) (دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ج ۲، ص ۲۱۵

۲۰۔ ابن کثیر، فضائل القرآن، ص ۲۴، تعلیق: محمد رشید رضا، مطبعہ المنار، مصر، ۱۳۴۷ھ

۲۱۔ سلیمان بن موسیٰ بن سالم حمیری اندلسی (م۔۶۳۴ھ)، الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء، تحقیق: محمد عبدالقادر عطا، ج ۲، ص ۱۰۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۰ء) (دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ج ۲، ص ۲۰۵)

۲۲۔ دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ج ۲، ص ۲۰۵

۲۳۔ ابن خلدون، کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر، ج ۲، ص ۴۸۰، بحث بعنوان: خبر مسیلمة و الیمامة

۲۴۔ ابن کثیر، فضائل القرآن، ص ۲۴ تا ۲۵

۲۵۔ سلیمان بن موسیٰ بن سالم حمیری اندلسی (م۔۶۳۴ھ)، الاکتفاء بما تضمّنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء، ج ۲، ص ۱۴۲) (دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ج ۲، ص ۲۱۹

۲۶۔ دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ج ۲، ص ۲۱۷

۲۷۔ سلیمان بن موسیٰ، الاکتفاء بما تضمّنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء، ج ۲، ص ۱۳۴) (دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ج ۲، ص ۲۱۷

۲۸۔ سلیمان بن موسیٰ بن سالم حمیری اندلسی (م۔۶۳۴ھ)، الاکتفاء بما تضمّنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء، ج ۲، ص ۱۲۴) (دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ج ۲، ص ۲۱۴۔۲۱۳، داصادر، بیروت، (س، ن)

۲۹۔ سلیمان بن موسیٰ اندلسی، الاکتفاء، ج ۲، ص ۱۴۳

۳۰۔ سلیمان بن موسیٰ اندلسی، الاکتفاء، ج ۲، ص ۱۴۳

۳۱۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ج ۲، ص ۱۱۲، تذکرہ: زید بن ثابت (۸۴۵)، مکتبہ دارالباز، سعودی عرب، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۵ء

۳۲۔ سلیمان بن موسیٰ، الاکتفاء، ج ۲، ص ۱۳۳

۳۳۔ سلیمان بن موسیٰ، الاکتفاء، ج ۲، ص ۱۲۸

۳۴۔ یافعی، مرآۃ الجنان، ص ۵۵

۳۵۔ ابوزید بلخی، البدء والتاریخ ص ۱۹۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۷ء

۳۶۔ یافعی، مرآۃ الجنان، ص ۵۵

۳۷۔ زرکشی، بدرالدین، التنقیح لألفاظ الجامع الصحیح، معہ کشف المشکل لابن جوزی، ج ۶ ص ۱۱۱، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۴ء

۳۸۔ عزالدین ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۱ ص ۲۱۸ دار الکتاب العربی طبع ثانیہ، ۱۹۹۹ء

۳۹۔ (سلیمان بن موسیٰ بن سالم حمیری اندلسی (م۔۶۳۴ھ)، الاکتفاء بما تضمّنه من مغازی رسول الله والثلاثة الخلفاء، ج ۲ ص ۱۴۲؛ دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ج ۲ ص ۲۱۹

۴۰۔ دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ج ۲ ص ۲۲۰

۴۱۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر، ص ۴۸۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۳ء

۴۲۔ سلیمان بن موسیٰ، الاکتفاء، ج ۲ ص ۱۳۷

۴۳۔ سلیمان بن موسیٰ، الاکتفاء، ج ۲ ص ۱۲۲، ۱۲۶

۴۴۔ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ج ۶ ص ۱۷۔

۴۵۔ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ج ۶ ص ۱۷۔

۴۶۔ طبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ج ۵ ص ۱۳۰، روایت نمبر: ۴۸۴۳، تحقیق: حمدی عبدالمجید سلفی

۴۷۔ ابن کثیر، فضائل القرآن، ص ۲۵

۴۸۔ دیکھو: خلیفہ بن خیاط، کتاب الطبقات، ص ۱۱۱ تا ۱۱۵، دار القلم، بیروت، ۱۹۷۷ھ) (ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ج ۶ ص ۲۷ تا ۳۴۷

۴۹۔ نولڈکہ، تھیوڈور، تاریخ القرآن، مترجم: جارج تامر، طبعہ اولیٰ بیروت ۲۰۰۴ء، جلد ۲ ص ۲۴۹۔

50- Bell, Richard, Introduction to the Quran, p. 39, Edinburgh, 1953

۵۱۔ دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس، ج ۲ ص ۲۱۹

۵۲۔ سلیمان بن موسیٰ اندلسی، الاکتفاء، ج ۲ ص ۱۳۱) (دیار بکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس، ج ۲ ص ۲۱۷

۵۳۔ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ج ۶ ص ۴۱۹، بحث بعنوان: السنة احدی عشر للھجرة، مقتل مسیلمة الکذاب لعنة الله، دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۹۷ء

۵۴۔ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ج ۶ ص ۳۴۷۔

۵۵۔ یافعی، مرآۃ الجنان، ص ۵۵

۵۶۔ دحلان، الفتوحات الاسلامیۃ، ج ۱ ص ۱۶

۵۷۔ ابن خلدون، کتاب العبر، ج ۲ ص ۴۸۰) (ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۶، ۴۲۹، ۱۶۷

۵۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۶، ۴۲۹، تحت بعنوان: السنة الحادیة عشر للھجرة، اس بارے میں علامہ دیار بکری کے الفاظ ''فقرأالقرآن وتعلم السنن'' کے ہیں، دیکھو: تاریخ الخمیس، ج ۲ ص ۱۵۹

۵۹۔ ابن خلدون، کتاب العبر، ج ۲ ص ۴۸۲، تحت عنوان: ردّة الحطم وأھل البحرین

۶۰۔ ابن خلدون، کتاب العبر، ج ۲ ص ۴۷۸، تحت عنوان: خبر بنی تمیم وسجاح

۶۱۔ سلیمان بن موسیٰ، الاکتفاء، ج ۲ ص ۱۰۲

۶۲۔ ابن خلدون، کتاب العبر، ج ۲ ص ۴۸۰) (ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۶، ۴۱۹

۶۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۶، ۱۹۷

۶۴۔ ابن خلدون، کتاب العبر ، ج ۲، ص ۴۸۲، تحت عنوان: خبر مسیلمة و الیمامة

۶۵۔ ابن کثیر، البِداية و النِهاية، ج ۶، ص ۱۱۷، فصل: فی مسيرة الأمراء من ذي القصة

۶۶۔ دیار بکری، تاریخ الخمیس، ج ۲، ص ۱۵۹

۶۷۔ باقلانی، ابوبکر محمد بن طیب، اعجاز القرآن، تحقیق: سید احمد صقر ص ۴۲۶ تا ۲۴۱

۶۸۔ دیار بکری، تاریخ الخمیس، ج ۲، ص ۱۵۹

۶۹۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۱، ص ۳۷۰، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۷ء

۷۰۔ دیار بکری، تاریخ الخمیس، ج ۲، ص ۱۵۹